شرف المصطفیٰ اور شمائل رسول ﷺ

محمد رفیق صادق*

امام ابو سعد عبدالملک بن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرکوشی کا شمار چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے ان جلیل القدر علماء کرام اور مایہ ناز مصنفین میں ہوتا ہے جنہوں نے سیرت رسول ﷺ پر "شرف المصطفیٰ" کی شکل میں عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی، مصادر تاریخ اور کتب تراجم میں آپ کی ولادت کے حوالے سے ہمیں کسی تاریخ یا سن کا علم نہیں ہوتا، خطیب بغدادیؒ نے آپ کی ولادت کے حوالہ سے کوئی تاریخ ذکر نہیں کی البتہ تاریخ وفات کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ ۴۰۶ھ میں انتقال کر گئے تھے۔(۱)

"شرف المصطفیٰ" ﷺ کا تعارف و اسلوب

یہ کتاب "شرف المصطفیٰ" کے نام سے سید ابو عاصم نبیل بن ہاشم الغمری آل باعلوی کی تحقیق کے ساتھ ۱۱×۷ کے سائز میں ۶ جلدوں پر مشتمل ہے اور دار البشائر الاسلامیۃ، مکۃ المکرمۃ سے ۲۰۰۳ میں پہلی مرتبہ اور ۲۰۱۳ دوسری بار طبع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کا اردو میں ترجمہ شائع ہونے سے قبل فارسی زبان میں "شرف النبی" کے نام سے ترجمہ ہوا ہے جو نجم الدین راوندی نے کیا ہے اور اس کی تصحیح و تحشیہ کا کام محمد روشن نے کیا ہے۔ اس کتاب کو قدیم مصادر اور کتب تراجم میں "شرف النبی" یا "دلائل النبوہ" یا "شرف النبوہ" یا "شرف المصطفیٰ" کے مختلف ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے جس کا ذکر فارسی مترجم محمد راوندی نے بھی کیا ہے، فارسی ترجمہ "شرف النبی" اور عربی متن "شرف المصطفیٰ" کے ابواب وغیرہ میں فرق و تفاوت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارسی میں بالاستیعاب عربی کتاب کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

اسی فارسی ترجمہ کو بنیاد بنا کر پیرزادہ علامہ احمد فاروقی نے اردو میں بھی اس کا ترجمہ "شرف النبی" کے نام سے کیا ہے جو ۴۹۲ صفحات پر مشتمل ہے اور جسے ایک جلد میں احمد جاوید فاروقی پبلشرز نے ۲۰۰۴ میں لاہور سے شائع کیا ہے۔ اس اردو کی کتاب کو بھی ترجمہ سے زیادہ تلخیص کہنا مناسب ہوگا کیونکہ "شرف المصطفیٰ" میں موجود کئی موضوعات "شرف النبی ﷺ" میں مفقود ہیں اور خود مترجم نے بعض اسرائیلی روایات کا ترجمہ کرنے سے معذرت کر لی ہے۔ فارسی اور اردو تراجم دونوں کل ستاون ابواب و موضوعات پر مشتمل ہیں۔ فارسی اور اردو دونوں تراجم کی ابتداء "طلوع نور مصطفیٰ ﷺ" سے ہوتی ہے جبکہ "شفاعت رسول کریم ﷺ" پر اختتام پذیر ہوتی ہیں۔

امام ابو سعد عبدالملک نیشاپوری نے اپنی کتاب "شرف المصطفیٰ ﷺ" کو گیارہ بڑے عنوانات میں تقسیم کیا ہے، جس کو انہوں نے قدیم مؤلفین کے معتاد طرز "کتاب" کی بجائے "جامع ابواب" کا عنوان دیا ہے۔

امام ابو سعد عبدالملک نیشاپوریؒ نے اپنی کتاب میں جن موضوعات کا خصوصیت کے ساتھ اور نمایاں طور پر تذکرہ کیا ہے وہ حسب ذیل سات ہیں:

(۱) دلائل النبوۃ۔ (۲) عظمت مصطفیٰ کا قرآنی آیات سے استنباط۔ (۳) سرورِ دوعالم ﷺ کے خصائص۔ (۴) فضائل صحابہ کرام واہل بیت۔ (۵) فضائل مکہ ومدینہ۔ (۶) اقوال نبویہ ﷺ اور ضرب الامثال۔ (۷) حضور سرور کونین

* اسکالر پی ایچ ڈی، ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ﷺ کا حلیہ مبارکہ، شمائل اور استعمال کی اشیاء۔
اس مقالہ میں اسی آخری موضوع سے بحث کی گئی ہے جس کا تعلق حلیہ مبارکہ اور شمائل رسول ﷺ سے ہے۔
امام ابو سعد خرکوشیؒ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مبارک شکل وصورت اور حلیہ مبارکہ کے بیان کیلئے باقاعدہ طور پر ایک باب قائم کیا ہے جس کا عنوان ہے:

" باب في ذكر صفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلقه ونعته وحليته"

اور اس میں بنیادی طور پر تین احادیث بیان کی ہیں: حدیث ام معبد الخزاعیہ، حدیث ہند بن ابی ہالۃ اور تیسری حدیث حضرت علی کی ہے۔

چونکہ یہ احادیث اکثر کتب شمائل میں موجود ہیں اس لئے ان پر بالتفصیل اور بالاستیعاب بحث نہیں کی گئی بلکہ ان کے مخصوص اجزاء کا انتخاب کرتے ہوئے ان احادیث کو ذکر کیا گیا ہے جن کا خصوصی طور پر امام ابو سعد خرکوشیؒ نے تذکرہ کیا ہے یا جن میں آپ ﷺ کا کوئی خاص وصف بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ رسول اللہ ﷺ کی شکل وصورت اور قد مبارک

امام ابو سعد خرکوشیؒ نے بھی آپ ﷺ کی شکل وصورت، قد اور حلیہ مبارکہ کے بیان کیلئے حضرت حسن بن علی نے جو اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے روایت بیان کی ہے اسی کی تخریج کی ہے اور وہ اس روایت کے بارے میں اپنا تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قال أبو سعد: وليس في الأحاديث في صفة النبي صلى الله عليه وسلم حديث أكمل وأتم وأحسن من حديث هند بن أبي هالة. وكان هند خال الحسن بن علي رضي الله عنه، وكان أبو هالة زوج خديجة قبل النبي ﷺ وهند ابنها منه، وكان هند وصافا عن حلية رسول الله ﷺ"

ابو سعدؒ (یعنی الخرکوشی) کہتے ہیں: حضورؐ کے وصف اور آپ کے خط وخال کو بیان کرنے کیلئے ہند بن ابی ہالہ کی حدیث سے زیادہ اکمل واتم اور خوبصورت ترین کوئی دیگر حدیث نہیں ہے۔ ہند بن ابی ہالہ حسن بن علی کے ماموں تھے اور ابو ہالہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہ کے شوہر تھے اور انہی سے ان کے یہ بیٹے تھے ہند تھے، جو آپ ﷺ کے حلیہ مبارکہ اور شکل وصورت کی بہت بہترین انداز میں منظر کشی فرمایا کرتے تھے۔

ہند بن ابی ہالہ کی مشہور روایت

یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا منتخب حصہ اس مقالہ میں موقع ومناسبت سے ذکر کیا جائیگا، یہاں اس حصہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کا تعلق حضور ﷺ کی شکل وصورت اور قد مبارک سے ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا، عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ، فَقَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيمُ الْهَامَةِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَّقَهَا، وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ، أَزْهَرُ اللَّوْنِ، وَاسِعُ الْجَبِينِ ... "(۲)

حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا جو نبی کریم ﷺ کے حلیہ

مبارکہ اور شکل وصورت کو بہت ہی بہترین انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے، اور میری خواہش تھی کہ وہ ان اوصافِ جمیلہ میں سے کچھ بیان کریں تاکہ میں اسے اپناؤں، انہوں نے (آپ ﷺ کے حلیہ مبارکہ اور قد مبارک کے متعلق) فرمایا: رسول اللہ ﷺ خود (اپنی ذات عالی شان اور اعلیٰ صفات کے اعتبار سے) عظیم و باوقار تھے اور دوسرے لوگوں کی نظر میں بھی عظیم، بارعب اور دبدبہ والے تھے، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک نہ تو بہت بڑا تھا اور نہ ہی چھوٹا، آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپؐ درمیانہ قد سے ذرا لمبے اور لمبے قد سے ذرا چھوٹے تھے، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر خم دار اور پیچدار تھے، اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ آپ ﷺ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہیں فرماتے تھے، عام طور پر جب آپ ﷺ بالوں کو بڑھاتے تھے تو کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوتے تھے، سرخی مائل سفید روشن رنگ اور کشادہ جبین وپیشانی والے تھے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرہ کی کرامت اور برکت

امام ابو سعد خرکوشیؒ آپ ﷺ کے چہرہ انور کی خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے روی کے لفظ سے حضرت عائشہ سے بغیر سند کے حدیث نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"روي أن عائشة رضي الله عنها كانت تخيط ثوبا في وقت السحر، فضلّت الإبرة وطفىء السراج، فدخل عليها النبي صلى الله عليه وسلم فأضاء البيت، ووجدت عائشة الإبرة بضوئه، فضحكت، ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: ويل لمن لا يراني يوم القيامة، قالت عائشة: ومن لا يراك يا رسول الله؟ قال: البخيل، قالت: ومن البخيل؟ قال: الذي لا يصلي عليّ إذا سمع اسمي. قال أبو سعد رحمه الله: لم يظهر لنا تمام حسنه صلى الله عليه وسلم لأنه لو ظهر لما طاقت أعيننا رؤيته، وكذلك لم يظهر لنا تمام عقله لأن قلوبنا لا تحتمل ذلك".(۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سحری کے وقت کپڑا سی رہی تھیں، آپ سے سوئی گم ہو گئی اور چراغ بھی بجھ گیا، اس وقت آپ ﷺ تشریف لائے تو گھر روشن ہو گیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سوئی آپ کی روشنی سے مل گئی، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت بڑا نقصان ہے اس آدمی کیلئے جو قیامت کے دن مجھے نہ دیکھے گا، حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کون آپ کو نہیں دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا: بخیل، میں نے سوال کیا: اور بخیل کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو میرے اوپر درود نہیں بھیجتا جب میرا نام سنتا ہے۔

اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابو سعد خرکوشی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے مکمل حسن کو ہمارے لئے ظاہر نہیں کیا گیا کیونکہ ہماری آنکھیں اس کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتیں، اسی طرح آپ ﷺ کی تمام عقل بھی ہمارے سامنے ظاہر نہیں کی گئی کیونکہ ہمارے قلوب اس کے متحمل نہیں ہیں۔

اس حدیث کو منداً کئی طرق سے ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں مختلف الفاظ اور تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس میں ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں:

---"محمد بن إسماعيل البخاري أنبأنا عمرو بن محمد أنبأنا أبوعبيدة معمر بن المثنى التيمي أنبأنا هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت كنت قاعدة أغزل والنبي (صلى الله عليه و سلم) يخصف

نعله فجعل جبينه يعرق وجعل عرقه يتولد نورا فبهت فنظر إلي رسول الله (صلى الله عليه و سلم) فقال ما لك يا عائشة بهت قلت جعل جبينك يعرق وجعل عرقك يتولد نورا ولو رآك أبو كبير الهذلي لعلم أنك أحق بشعره قال وما يقول أبو كبير الهذلي قالت قلت يقول" :

فَإِذَا نَظَرْتَ إِلَى أَسِرَّةِ وَجْهِهِ ... بَرَقَتْ كَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

قالت فقام النبي (صلى الله عليه و سلم) وقبل بين عيني وقال جزاك الله يا عائشة عني خيرا، فما أعلم أني سررت بشيء كسروري بكلامك.(٤)

حفاظ کے نزدیک یہ اس حدیث کا سب سے بہتر طریق ہے جس میں امام بخاریؒ آتے ہیں، ہشام بن عروۃ اپنے والد عروۃ اور وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں، کہ وہ فرماتی ہیں میں بیٹھ کر (روئی یا اون وغیرہ) کات رہی تھی اور آپ ﷺ اپنے جوتے مبارک گانٹھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہو گئی جس سے روشنی اور نور پھوٹنے لگا، جس سے میں حیرت زدہ ہو گئی، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: اے عائشہ! کیا بات ہے تم حیرت زدہ ہو گئی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینہ سے شرابور ہو گئی ہے اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے نور اور روشنی پھوٹ رہی ہے، اگر آپ کو ابو کبیر الہذلی دیکھتا تو وہ یہ سمجھتا کہ آپؐ اس کے کہے ہوئے شعر کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ابو کبیر الہذلی نے کیا کہا ہے؟ ام المؤمنین نے فرمایا: وہ کہتا ہے:

جب آپ ان کے چہرہ انور کے " خط وخال" پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ ایسے چمک اٹھتا ہے جیسے بجلی کے چمکنے کی وجہ سے سفید بادل چمک اٹھتے ہیں۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور مجھے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور فرمایا: اے عائشہ اللہ پاک تمہیں میری طرف سے بہترین اجر وثواب عنایت فرمائے، مجھے تمہارے اس کلام سے جتنی زیادہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوئی۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک

" عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا، عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ، فَقَالَ: " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، رَجِلُ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَّقَهَا، وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ ..."(٥)

حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا جو نبی کریم ﷺ کے حلیہ مبارکہ اور شکل وصورت کو بہت ہی بہترین انداز میں بیان کیا کرتے تھے، اور میری خواہش تھی کہ وہ ان اوصافِ جمیلہ میں سے کچھ بیان کریں تاکہ میں اسے اپناؤں، انہوں نے (آپ ﷺ کے مبارک بالوں کے متعلق) فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کسی قدر خم دار اور پیچدار تھے، یعنی نہ تو زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے، اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ آپ ﷺ خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہیں فرماتے تھے، عام طور پر جب آپ ﷺ بالوں کو بڑھاتے تھے تو کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوتے تھے۔

حضرت علی حضور ﷺ کے مبارک بالوں کے متعلق فرماتے ہیں:

"كَانَ عَلِيٌّ، إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:"... وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ

جَعْدًا رَجِلًا" (٦)

حضرت علی جب حضور ﷺ کے بالوں کی صفت بیان کرتے تو فرماتے:

حضور ﷺ کے بال مبارک نہ تو شدید پیچدار اور گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے خمدار تھے، یعنی نہ تو زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے، بلکہ کچھ گھنگریالے اور کچھ سیدھے تھے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں کی کرامت اور برکت

امام ابو سعد خرکوشیؒ نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں کی کرامت اور برکت سے متعلق ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے فصل: ذکر الآیۃ فی شعرہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم اور اس میں حضرت خالد بن الولید کا یہ اثر نقل کیا ہے:

"عن خالد بن الوليد رضي الله عنه قال: اعتمرنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في عمرة اعتمرها فحلق شعره، فاستبق الناس إلى شعره صلى الله عليه وسلم، فسبقتهم إلى الناصية، فاتخذت قلنسوة، فجعلتها في مقدم القلنسوة، فما توجهت بها في وجهة إلّا فتح لي".(٧)

حضرت خالد بن الولید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم نے بھی ان کے ساتھ عمرہ کیا، آپ علیہ السلام نے اپنے بالوں کو منڈوایا لوگ آپ ﷺ کے بالوں پر ٹوٹ پڑے میں نے بھی آپ ﷺ کی پیشانی مبارک کے بالوں کو حاصل کرنے میں سبقت کی، پھر میں نے اپنی لئے ٹوپی بنائی اور ٹوپی کے پہلے حصے میں ان بالوں کو رکھ دیا، اس کے بعد میں (یہ ٹوپی پہن کر) جس مہم پہ بھی روانہ ہوا ہوں تو (اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے) مجھے فتح اور کامرانی ملی ہے۔

امام ابو سعد خرکوشیؒ نے اس خبر اور اثر کو بھی حسب عادت بغیر سند اور مصدر کے روایت کیا ہے، اس اثر کی تخریج بھی بہت سارے مصادر نے کی ہے جن میں اہم ترین مسند ابو یعلی اور امام طبرانی کی المعجم الکبیر ہے، ہم ان دونوں مصادر سے اس اثر کی تخریج کرکے ان کے الفاظ نقل کرتے ہیں اور دیگر مصادر کی طرف حاشیہ میں اشارہ کرتے ہیں، مسند ابو یعلی کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

" حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: «اعْتَمَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةٍ اعْتَمَرَهَا، فَحَلَقَ شَعَرَهُ، فَاسْتَبَقَ النَّاسُ إِلَى شَعَرِهِ، فَسَبَقْتُ إِلَى النَّاصِيَةِ فَأَخَذْتُهَا، فَاتَّخَذْتُ قَلَنْسُوَةً فَجَعَلْتُهَا فِي مُقَدِّمَةِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَمَا وُجِّهْتُ فِي وَجْهٍ إِلَّا فُتِحَ لِي»" (٨)

یہ وہی حدیث ہے جس کو امام ابو سعد خرکوشیؒ نے نقل کیا ہے، جس کا ترجمہ پچھلی حدیث میں ہو چکا ہے۔ مسند ابو یعلی کے محقق حسین سلیم اسد اس خبر کے بارے میں کہتے ہیں " رجاله ثقات غير أنه منقطع " اس خبر کے رجال ثقہ ہیں لیکن اس میں انقطاع پایا جاتا ہے، اور اسی بات کی طرف امام ہیثمیؒ نے اپنی کتاب میں "فَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ خَالِدٍ أَمْ لَا" کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ جعفر بن عبداللہ بن الحکم کا سماع حضرت خالد بن الولید سے ثابت ہے یا نہیں اس بابت مجھے کچھ علم نہیں ہے، اس خبر واثر میں امام ہیثمیؒ کے اس تردد اور شک کے علاوہ اور کوئی سقم نہیں ہے۔

امام طبرانیؒ کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا هُشَيْمٌ، ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ،

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ فَقَدَ قَلَنْسُوَةً لَهُ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ، فَقَالَ: اطْلُبُوهَا فَلَمْ يَجِدُوها، فَقَالَ: اطْلُبُوهَا، فَوَجَدُوهَا فَإِذَا هِيَ قَلَنْسُوَةٌ خَلَقَةٌ، فَقَالَ خَالِدٌ: «اعْتَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ، فَابْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِهِ، فَسَبَقْتُهُمْ إِلَى نَاصِيَتِهِ فَجَعَلْتُهَا فِي هَذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَلَمْ أَشْهَدْ قِتَالًا وَهِيَ مَعِي إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ»"(۹)

عبدالحمیدؒ اپنے والد جعفر بن عبداللہ بن الحکمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں خالد بن الولید سے ان کی ٹوپی گم ہوگئی، انہوں نے فرمایا کہ اس کو تلاش کرو، وہ نہ ملی انہوں نے پھر فرمایا کہ اس کو تلاش کرو تو وہ مل گئی ،جوایک پرانی سی ٹوپی تھی ،اس پر حضرت خالد نے فرمایا "حضور ﷺ نے عمرہ فرمایا اوراپنے سر کے بال منڈوائے ، لوگ آپ ﷺ کے بالوں کی طرف دوڑ پڑے، میں نے بھی آپ ﷺ کے پیشانی مبارک کے بالوں کو حاصل کرنے میں سبقت کی، جنہیں میں نے اس ٹوپی میں رکھ دیا،اس کے بعد میں جس لڑائی اور جنگ میں بھی حاضر ہوا ہوں اور یہ بال میرے ساتھ رہے ہیں تو اللہ پاک کی طرف سے مجھے کامیابی اور فتح ملی ہے۔

اسی حدیث کو امام ہیثمیؒ نے بھی " باب ما جاء فی خالد بن الولید "میں روایت کیا ہے ،اور وہ اس کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

"رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَأَبُو يَعْلَى بِنَحْوِهِ، وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ، وَجَعْفَرٌ سَمِعَ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ فَلَا أَدْرِي سَمِعَ مِنْ خَالِدٍ أَمْ لَا".(۱۰)

اسے طبرانیؒ نے روایت کیا ہے اور ابو یعلیٰؒ نے بھی ایسی روایت نقل کی ہے ،اور ان دونوں کے رجال صحیح کے رجال ہیں البتہ جَعفَر بِن عَبدِ اللہِ بِن الحَکَمِ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کا سماع صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ثابت ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ حضرت خالد بن الولیدؓ سے ان کا سماع ثابت ہے یا نہیں۔

۵۔رسول اللہ ﷺ کے مبارک جسم کی پاکیزہ خوشبو

امام ابو سعد خرکوشیؒ نے آپ ﷺ کے پسینہ اور آپ ﷺ کے جسم اطہر کی بہترین خوشبو کے بارے میں پوری ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے: "فصل: ذكر الآية في عرقه، وما جاء في طيب ريحه صلى الله عليه وسلم" اس فصل میں انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ ،انس بن مالک اور جابر بن سمرۃ سے احادیث نقل کی ہیں ، جابر بن سمرۃ کے الفاظ یہ ہیں :

"عن جابر بن سمرة رضي الله عنه قال: صلّى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر ثم خرج إلى أهله وخرجت معه، فاستقبله ولدان، فأخذ يمسح خدودهم، فمسح خدي فوجدت ليده بردا كأنما أخرجها من جؤنة عطار".(۱۱)

حضرت جابر بن سمرۃ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر گھر والوں کی طرف نکل گئے اور میں بھی ساتھ نکل گیا، آپ ﷺ کا سامنا بچوں سے ہوگیا،آپ ﷺ نے ان کے چہروں پر اپنا ہاتھ پھیرا، میرے چہرے پر بھی اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ایسی ٹھنڈک محسوس کی جیساکہ اسے عطار کی ڈبیہ یا تھیلی سے نکالا گیاہو۔

حضرت جابر بن سمرۃ کی اس حدیث کو صحیح مسلمؒ میں" بَابُ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ وَالتَّبَرُّكِ بِمَسْحِهِ"کے ذیل میں روایت کیا گیاہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

"عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ:"صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْأُولَى، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، قَالَ: وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدِّي، قَالَ: فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ " (١٢)

حضرت جابر بن سمرۃ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پہلی نماز (یعنی نماز ظہر) پڑھی پھر آپ ﷺ گھر والوں کی طرف گئے اور میں بھی ساتھ ہو گیا، آپ ﷺ کا سامنا بچوں سے ہوا، آپ ﷺ ان میں سے ایک ایک بچے کے دونوں گالوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرنے لگے، حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے چہرے پر بھی اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ایسی ٹھنڈک یا خوشبو محسوس کی جیسا کہ اسے عطار کی ڈبیہ یا تھیلی سے نکالا گیا ہو۔

جبکہ امام بخاریؒ نے آپ ﷺ کے جسم کی خوشبو کے حوالہ سے "باب صفۃ النبی ﷺ" میں دو روایات نقل کی ہیں ایک حضرت انس کی اور دوسری روایت ابو جحیفہ سے نقل کی ہے جن کے الفاظ یہ ہیں:

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ مَا مَسِسْتُ حَرِيرًا وَلاَ دِيبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاَ شَمِمْتُ رِيحًا قَطُّ أَوْ عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيحِ أَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ»(١٣)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم کے کپڑے اور دیباج (ایک خاص قسم کا ریشم) کو آپ ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی خوشبو یا کوئی عطر رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ عمدہ پائی۔

"حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: «خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالهَاجِرَةِ إِلَى البَطْحَاءِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ» قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: «كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا المَرْأَةُ، وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوا يَأْخُذُونَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُونَ بِهَا وُجُوهَهُمْ، قَالَ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ المِسْكِ»" (١٤)

حضرت شعبۃ بن الحجاجؒ حضرت الحکم بن عُتیبۃؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو جحیفہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت ابطح مکہ سے باہر (صحرا، وادی) کی طرف نکلے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے وضو فرمایا پھر ظہر کی دو رکعت پڑھیں اور عصر کی دو رکعت پڑھیں (یہ مکہ مکرمہ میں قصر کی نماز تھی) اور آپ ﷺ کے سامنے نیزہ تھا۔ حضرت شعبۃ بن الحجاجؒ (فرماتے ہیں کہ (میرے استاذ) عونؒ نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے، کہ وہ) اپنے والد ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ السوائی) سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: "اس نیزے کے پیچھے سے عورت گزرتی، اور لوگ حضور ﷺ کے دونوں ہاتھوں کو لے کر اپنے چہروں پر ملتے، حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے بھی حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کو لیا اور اسے اپنے چہرے پر رکھا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

امام بخاریؒ نے بھی حضرت انس اور حضرت ابو جحیفہ کی ان روایات میں تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھ کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری اور طیب تھی۔

اسی طرح علامہ ابن حجرؒ نے مسند ابی یعلی اور مسند بزار کی صحیح سند سے آپ ﷺ کی خوشبو کی نسبت سے حضرت

انس کی یہ روایت بھی مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں نقل کی ہے:

"وروى أَبُويَعْلَى وَالْبَزَّارُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذا مَرَّ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وُجِدَ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمِسْكِ فَيُقَالُ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(۱۵)

ابو یعلیؒ اور بزارؒ نے حضرت انس سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے کسی گلی سے گزرتے تو آپ ﷺ سے مشک کی خوشبو محسوس ہوتی، کہا جاتا کہ رسول اللہ ﷺ (یہاں سے) گزرے ہیں۔

حضرت انس کی اس حدیث کو صاحبِ شرف المصطفیٰ نے بھی بغیر سند اور حوالہ کے بیان کیا ہے، اس میں صرف اتنی تبدیلی ہے کہ "فيقال" کی جگہ وقالوا:مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في هذا الطريق(۱۶). ہے

۶۔رسول اللہ ﷺ کے مبارک جسم کا پاکیزہ پسینہ (عرق الرسول ﷺ)

آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کے حوالہ سے شرف المصطفیٰ میں جو روایات آئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

"وكان صلى الله عليه وسلم إذا نام عرق، فتأتي أم سليم بقطنة فتلتقط عرقه فتخلط به مسكا في قارورة لها، ثم تجعله للشفاء".(۱۷)

حضور ﷺ جب سوتے تو آپ ﷺ کو پسینہ (زیادہ) آتا اور ام سلیم کوئی روئی کا ٹکڑا لے آتیں اور آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو جمع فرماتیں اور اسے اپنے مشک کی شیشی میں ملا دیتی پھر اسے شفا کے لئے استعمال کرتیں۔

وفي رواية أخرى:" أنه كان صلى الله عليه وسلم يأتي بيت أم سليم فيقيل عندها، وكان صلى الله عليه وسلم كثير العرق إذا نام، فكانت أم سليم تأخذ من عرقه فتجعله في مسك".(۱۸)

اور ایک دوسری روایت میں بھی آتا ہے کہ حضور ﷺ ام سلیم کے گھر تشریف لاتے اور وہاں پر قیلولہ فرماتے ،آپ ﷺ کو سوتے ہوئے بہت پسینہ آتا، حضرت ام سلیم آپ کے پسینہ مبارک کو لے لیتیں (جمع کر لیتیں) پھر اس کو مشک میں ڈال دیتیں۔

اس دوسری حدیث کی تخریج امام بخاریؒ نے "بابُ مَن زارَ قومًا فقالَ عِندَہُم" میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا، فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ» قَالَ: «فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ، فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ» قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الوَفَاةُ، أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ، قَالَ: فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ (۱۹)

حضرت انس روایت کرتے ہیں :ام سلیم نبی کریم ﷺ کے لئے چمڑے کا بستر بچھایا کرتی تھیں، آپ ﷺ ان کے ہاں اس بستر پر قیلولہ فرماتے، وہ فرماتے ہیں کہ :جب آنحضرت ﷺ سو جاتے تو وہ (ام سلیم) آپ ﷺ کا پسینہ اور بال لے کر ایک شیشی میں جمع کر لیتیں ، پھر اس کو خوشبو (سُكّ :ایک خاص قسم کی خوشبو جسے دیگر عطریات میں ملایا جاتا ہے) میں ملا کر جمع کر دیتیں ، راوی کا بیان ہے : کہ جب حضرت انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا : تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ اس خوشبو سے میرے حنوط (والحَنُوط والحِناط وَاحِدٌ: وَهُوَ مَا يُخْلط مِنَ الطِّيب لِأَكْفَانِ المَوْتَى وأجْسَامِهم خاصَّة. النهاية في غريب الحديث والأثر) میں ملایا جائے ،چنانچہ ان کے حنوط میں وہ ملائی گئی۔ اور اسی حدیث کی تخریج امام مسلمؒ نے "باب طِيبِ عَرَقِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم وَالتَّبَرُّكِ بِهِ" میں کی ہے:

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ لَهُ نَطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ وَالْقَوَارِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ –صلى الله عليه وسلم يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا. قَالَتْ عَرَقُكَ أَدُوفُ بِهِ طِيبِي".(۲۰)

حضرت ابو قلابہؒ حضرت انس سے اور وہ حضرت ام سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لاتے اور قیلولہ (آرام) فرماتے تھے ،ام سلیم آپ ﷺ کے لئے چمڑے کا ایک بچھونا بچھا دیتی تھیں جس پر آپ ﷺ آرام فرماتے ،آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا،ام سلیم آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرتیں اور اسے خوشبو اور شیشیوں میں ملا دیتی تھیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! یہ کیا ہے !وہ کہنے لگیں یہ آپ ﷺ کا پسنیہ مبارک ہے جس کو میں اپنی خوشبو میں ملاتی ہوں۔

آپؐ کے پسینہ مبارک کے حوالہ سے امام مسلمؒ نے حضرت انس سے درج ذیل حدیث بھی روایت کی ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْهَرَ اللَّوْنِ، كَأَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ، وَلَا مَسِسْتُ دِيبَاجَةً، وَلَا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»(۲۱)

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید سرخی مائل روشن ومنور رنگ والے تھے، جیسے آپ ﷺ کا پسینہ مبارک چمکتے ہوئے موتی ہوں، جب آپ ﷺ چلتے تو آگے کی طرف جھکتے ہوئے قوت سے قدم اٹھا کر چلتے تھے، اور میں نے دیباج اور ریشم کو بھی اتنا نرم نہیں پایا جتنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں کو نرم پایا،اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ اور بہترین کسی مشک وعنبر کی خوشبو کو بھی نہیں پایا۔

علامہ ابن حجرؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں "مَسِسْتُ"کے لفظ کو پہلے سین کے زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھنا درست ہے جبکہ دوسرا سین ساکن ہے اسی طرح "شَمِمْتُ"کے لفظ کو بھی پہلے شین کے کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھنا صحیح ہے اور دوسرا شین ساکن ہے (۲۲)۔

۷۔رسول اللہ ﷺ کا رعب ودبدبہ اور جمال

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دو خصوصی عظیم الشان صفات عطا فرمائی تھیں جن سے وہ اپنے سچے اور مخلص بندوں کو نوازتا ہے وہ ہیں عظمت اور محبت، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ دونوں صفات علی وجہ الاتم والاکمل آپ کی ذات اقدس میں ودیعت فرمادی تھیں ،جو بھی دیکھتا اس کا دل آپ کی عظمت اور بزرگی کے جذبات سے لبریز ہو جاتا اگرچہ وہ آپ کا شدید دشمن ہی کیوں نہ ہو اور اس پر آپ کی عظیم الشان شخصیت کا رعب اور دبدبہ طاری ہو جاتا، جب وہ آپ کے ساتھ گھل مل جاتا اور مصاحبت و ہم نشینی اختیار کرلیتا تو اعلیٰ واکمل ترین اخلاق وشمائل کی وجہ سے آپ کو اپنی محبوب ترین ہستی بنالیتا اور اپنا سب کچھ قربان کرنا سعادت وخوش نصیبی سمجھتا۔

یہ آپ ہی کی شخصیت ہے جو معظم ومکرم اور صاحب ہیبت اور رعب ودبدبہ کے مالک ہونے کے ساتھ انتہائی محبوب ومطلوب بھی ہے اور محبوبیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہے جہاں ہیبت وتعظیم کے ساتھ انتہائی محبت وعقیدت اور احترام بھی ہے۔ کسی شخصیت میں عقیدت ومحبت اور تعظیم وتکریم بیک وقت اسی وقت جمع ہو سکتے ہیں جب وہ اعلیٰ ترین محاسن اور صفات کمالیہ کی حامل ہو جس کی وجہ سے ہر صاحب انصاف اور ذی شعور نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی عظمت

اور محبت کا اعتراف و اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں میں کوئی ظاہری و معنوی جمال و کمال ہو سکتا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سے آپ کو متصف فرمایا ہے اور بقول ابو سعد الخر کوشیؒ آپ کے مکمل حسن اور عقل کو ظاہر ہی نہیں کیا گیا کیونکہ انسانی عیون وعقول اس کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی بعثت کے بعد جنت تک پہنچنے کے تمام راستوں کو مسدود کر دیا ہے سوائے ایک ہی راستے کے اور وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان اور ان سے محبت اور عقیدت کا اعتراف و ایقان۔

؎رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ ایسا دوسرا آئینہ نہ کسی کی بزم خیال میں نہ نگاہ آئینہ ساز میں

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس ہیبت اور رعب و دبدبے سے نوازا تھا اسی کا اظہار حضرت ابوہریرہ کی اس حدیث میں ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ "(۲۳)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے باقی تمام انبیاء پر چھ چیزوں کی فضیلت و برتری دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم دیے گئے ہیں (۲) اور میری مدد رعب اور دبدبے سے کی گئی ہے (۳) اور میرے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا ہے (۴) اور میرے لئے تمام زمین پاک اور مسجد بنادی گئی ہے (۵) اور مجھے تمام مخلوق (انس و جن) کی طرف بھیجا گیا ہے (۶) اور میرے اوپر سلسلہ نبوت ختم کرکے مجھے خاتم الانبیاء بنایا گیا ہے۔

حضرت علی حضور ﷺ کے رعب و دبدبہ اور جمال کے متعلق فرماتے ہیں:

"عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ، إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "...وَإِذَا التَفَتَ التَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ ": هَذَا حَدِيثٌ حسن غريب لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ. وَالبَدِيهَةُ: المفَاجَأَةُ، يُقَالُ بَدَهْتُهُ بِأَمْرٍ:أَيْ فَجَأْتُهُ" (۲۴)

ابراہیم بن محمد جو حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں (یعنی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی جب حضور ﷺ کی صفات بیان کرتے تو فرماتے تھے... جب آپ ﷺ کسی کی طرف پھرتے اور توجہ فرماتے (متوجہ ہوتے) تو پورے بدن مبارک کے ساتھ پھرتے اور توجہ فرماتے۔ (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے)۔

آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت تھی، آپ ﷺ خاتم النبیین تھے، آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے، اور سب سے زیادہ شریف گھرانے والے تھے۔ (الغرض آپ ﷺ دل و زبان طبیعت و خاندان، اوصاف ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے افضل تھے)

آپ ﷺ کو جو شخص اچانک دیکھتا تو مرعُوب ہو جاتا تھا (یعنی آپ ﷺ کا وقار، رعب اور دبدبہ اس قدر زیادہ تھا کہ پہلی نظر میں دیکھنے والا رُعب کی وجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا)، اور جس شخص کی شناسائی ہو جاتی اور گھل مل جاتا تھا تو وہ (آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمہ واوصافِ جمیلہ سے متاثر ہو کر) آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنالیتا تھا۔ آپ ﷺ کا حلیہ اور وصف بیان کرنے والا (اپنے عاجز عن الوصف ہونے اور آپ کی اعلیٰ واغلیٰ شان کے بارے میں) صرف یہ ہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ جیسا باجمال و باکمال نہ حضور ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا ﷺ۔

اسی معنی ومفہوم کو عبداللہ بن رواحۃ نے اپنے شعر میں یوں ادا فرمایا ہے:

لَو لَم یَکُن فِیه آیات مُبَینة ... کَانَت بَدِیهَتُه تُنبِیكَ بِالخبرِ(٢٥)

آپ ﷺ کے نورانی پیکر اور حسن وجمال کے علاوہ اگر کوئی دیگر معجزہ نہ بھی ہوتا تو صرف یہی معجزہ اور دلیل آپ ﷺ کی سچائی اور نبوت پر ایمان لانے کیلئے کافی تھی۔

اسی معنی ومفہوم میں فرزدق کا یہ مشہور شعر ہے:

" یُغضِي حیاء ویُغضَی مِن مَهابتِه فما یُکَلَّمُ إلاّ حِینَ یَبتَسِمُ" (٢٦)

وہ شرم وحیا کی وجہ سے گفتگو کرتے وقت اپنی پلکیں جھکائے رکھتے ہیں اور لوگ رعب ودبدبہ اور عظمت وہیبت کی وجہ سے ان کے سامنے اپنی نظریں نہیں اٹھا سکتے، اسی وجہ سے کسی میں ان کے ساتھ بات کرنے کی ہمت اور جرات نہیں ہوتی سوائے اس وقت جب وہ تبسم فرمارہے ہوں۔

یہ مشہور شعر اس قصیدہ کا حصہ ہے جو فرزدق نے امام زین العابدین علی بن الحسین ابن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح وشان میں کہا تھا رسول اللہ ﷺ ان سے کہیں زیادہ اس کے مستحق اور مصداق ہیں۔

اس مقالے کا اختتام امام ابوسعد نیشاپوریؒ کے اس تبصرہ و تعلیق پر کیا جاتا ہے جو انہوں نے سرور کونین ﷺ کے شمائل اور اخلاق کریمانہ پر اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی (وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ) (۲۷) کے تحت کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"کان رؤوف القلب ،کثیرالحیاء ،واسع الصدر،دائم البکاء طویل الحزن،عظیم الرجاء قلیل المن کریم الوفاء دائم الذکر امین السمآء، کاتم السر جزیل العطاء ﷺ. وکان صلی الله علیه وسلم لین الجانب قلیل الأذی ،زین العالم ،سراج الهدی صلی الله علیه وسلم. وکان صلی الله علیه وسلم ألوفا حلیما،ودودا رحیما، مضیافا،کریما،وفیا، حکیما صلی الله علیه وسلم. "(٢٨)

رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت، انتہائی نرم دل، بہت زیادہ حیادار، وسیع الظرف، (رب کی بارگاہ میں) گریہ وزاری کرنے والے، بہت زیادہ فکر مند (اپنی امت کے لیے) انتہائی پرامید، احسان نہ جتلانے والے، پیکر کرم و وفا، ہمیشہ ذکر کرنے والے، آسمانوں کے امین، راز دار، بہت زیادہ عطا کرنے والے، نرم پہلو، تکلیف نہ دینے والے، عالم کی زینت، آفتاب ہدایت، سراپا الفت، پیکرِ حلم، انتہائی محبت کرنے والے، بے حد رحم کرنے والے، عظیم مہمان نواز، صاحبِ جود وسخا، وفادار، عظیم حکمت ودانش والے تھے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البغدادی، احمد بن علی، ابو بکر، الخطیب، الحافظ، تاریخ بغداد، تحقیق: الدکتور بشار عواد معروف، دار الغرب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الاولی ۲۰۰۲م، ۱۸۸/۱۲

(۲) الترمذی، محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، ابو عیسی (المتوفی: ۲۷۹ھ-)، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية ،باب ما جاء فی خلق رسول الله ﷺ تحقیق: سید بن عباس الجلیمی، المکتبۃ التجاریۃ، مصطفیٰ احمد الباز، مکۃ المکرمۃ، الطبعۃ الأولی، ۱۴۱۳ھ-- ۱۹۹۳م، رقم الحدیث: ۷۔

(۳) ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفی، ۱۰۴/۲-۱۰۳.

(۴) ابن عساکر، علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ، ابو القاسم، الشافعی، تاريخ مدينة دمشق ، باب صفة خلقه و معرفة خلقه، تحقیق: علی شیری، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، وقد روي عن البخاري من وجه آخر أخبرناه أبو محمد إسماعيل بن أبي القاسم بن أبي بكر القارئ أنبأنا أبو حفص عمر بن أحمد بن محمد بن مسرور الزاهد، ۳۰۷/۳-۳۰۸.

(۵) الترمذی، الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية، باب ماجاءفی خلق رسول اللهﷺ، ص: ۳۲، ح: ۷.

(۶) الترمذی، سنن الترمذي، اس حدیث کی تخریج کے لئے دیکھئے حاشیہ نمبر: ۱۲

(۷) ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفیٰ، ۱۱۹/۲، ینظر تفصیل ہذا الخبر:
ابو یعلی، احمد بن علی بن المُثنی بن یحیٰی بن عیسی بن ہلال التمیمی، الموصلی (المتوفی: ۳۰۷ھ)، مسند أبي يعلى، تحقیق: حسین سلیم اسد، دار المأمون للتراث –دمشق، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۰۴ – ۱۹۸۴م، ۱۳۸/۱۳، رقم الحدیث: ۷۱۸۳. ومن طريق أبي يعلى أخرجه ابن الأثير في أُسْد الغابة [۲/ ۱۱۱]. أخرجه الطبراني في معجمه الكبير [٤/ ۱۲۲] رقم ۳۸۰٤. ومن طريق الطبراني أخرجه أبو نعيم في الدلائل برقم ۳٦۷. ومن طريق ابن منصور أيضا أخرجه الحاكم في المستدرك [۳/ ۳۳۸] . ومن طريق الحاكم أخرجه البيهقي في الدلائل [٦/ ۲٤۹] . ومن طريق البيهقي أخرجه ابن عساكر في تاريخه [۱٦/ ۲٤٦-۲٤۷] وقال الهيثمي في مجمع الزوائد [۹/ ۳٤۹] : رجاله رجال الصحيح، وجعفر سمع من جماعة من الصحابة فلا أدري سمع من خالد أم لا. تابعه سريج بن يونس، عن هشيم. وأخرجه السيوطي في الخصائص الكبرى [۱/ ۱۷۰].

(۸) ابو یعلی، احمد بن علی بن المُثنی بن یحیٰی بن عیسی بن ہلال التمیمی، الموصلی (المتوفی: ۳۰۷ھ)، مسند أبي يعلى، تحقیق: حسین سلیم اسد، دار المأمون للتراث دمشق، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۰۴–۱۹۸۴م، ۱۳۸/۱۳، ح: ۷۱۸۳.

(۹) الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم (المتوفی: ۳۶۰ھ-)

(۱۰) الہیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر (۷۳۵-۸۰۷ھ)، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب ما جاء فی خالد بن الوليد،

بتحریر الحافظین الجلیلین : العراقی وابن حجر، دار الکتب العلمیۃ –بیروت، الطبعۃ: ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م، ۳۴۹/۹.

(۱۱) ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفی، ۱۱۶/۲-۱۱۷

(۱۲) القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ، باب طیب رائحۃ النبی ﷺ و لین مسہ، دار الجیل + دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت.

(۱۳) البخاری، صحیح البخاري، باب صفة النبي، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ (مصورۃ عن السلطانیۃ بإضافۃ ترقیم محمد فؤاد عبد الباقی)، الطبعۃ: الأولی، ۱۴۲۲ھ مع الکتاب: شرح وتعلیق د. مصطفیٰ دیب البغا، إستاذ الحدیث وعلومہ فی کلیۃ الشریعۃ-جامعۃ دمشق کالتالی: رقم الحدیث (والجزء والصفحۃ) فی ط البغا، یلیہ تعلیقہ، ثم إطرافہ. [تعلیق مصطفیٰ البغا: (دیباجا) نوع من الثیاب المصنوعۃ من الحریر الخالص. (عرفا) ریحا]، ۱۸۹/۴.

(۱۴) البخاری، صحیح البخاری، ۱۸۸/۴۔

(۱۵) ابن حجر، إحمد بن علی، إبو الفضل، العسقلانی، الشافعی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب صفة النبی ﷺ، رقم کتبہ وإبوابہ وإحادیثہ: محمد فؤاد عبد الباقی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ۵۷۳/۶-۵۷۴.

(۱۶) ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفیٰ، ۱۱۶/۲.

(۱۷) ایضا، ۱۱۷/۲.

(۱۸) ایضا، ۱۱۸/۲.

(۱۹) البخاری، صحيح البخاري، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ، ۶۳/۸، رقم الحدیث: ۶۲۸۱. [تعلیق مصطفیٰ البغا: (نطعا) بساطا من الجلد. (فیقیل) ینام وقت الظہیرۃ. (قارورۃ) زجاجۃ (سک) نوع من الطیب. (حنوط) ہو الطیب المخلوط الذی یوضع للمیت خاصۃ] امام بخاریؒ کی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ام سلیم ایک اجنبی عورت کے ساتھ خلوت ثابت ہے جو بظاہر ناجائز ہے۔ علمائے کرام اور شراح حدیث نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں: علامہ ابن عبد البرؒ اور امام ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں آپ ﷺ کا ان کے ساتھ نسبی یا رضاعی قرابت اور رشتہ داری تھی، علامہ ابن حجرؒ اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں اس لئے آپ ﷺ پر کوئی شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا، ایک جواب یہ بھی ہیکہ اس حدیث میں اضطراب ہے اس لئے اس کی ایسی تاویل کی جائیگی جو دیگر محکم نصوص کے مطابق ہو۔ دیکھئے: ابن حجرؒ، فتح الباری، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ، ۷۸/۱۱؛ النووی، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، باب فَضْلِ الْغَزْوِ فِي الْبَحْرِ، اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ مَحْرَمًا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ واختلفوا فی کیفیۃ ذلک فقال ابن عَبْدِ الْبَرِّ وَغَيْرُهُ كَانَتْ إِحْدَى خَالَاتِهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ وقال آخَرُونَ بَلْ كَانَتْ خَالَةً لِأَبِيهِ أَوْ لِجَدِّهِ لِأَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ كَانَتْ أُمُّهُ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، ۵۸/۱۳-۵۷.

(۲۰) القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ، باب طِيبِ عَرَقِ النَّبِيِّ –صلى الله عليه وسلم– وَالتَّبَرُّكِ بِهِ، دار الجیل بیروت + دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت۔

(۲۱) القشیری، صحیح مسلم ، بَابُ طِيبِ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِينِ مَسِّهِ وَالتَّبَرُّكِ بِمَسْحِهِ۔ دار الجیل بیروت دار الافاق الجدیدۃ، بیروت۔ ۸۱/۷

(۲۲) ابن حجر، احمد بن علی ابو الفضل، العسقلانی، الشافعی، فتح الباري شرح صحيح البخاري، باب صفة النبی ﷺ، رقم کتبہ وابوابہ واحادیثہ: محمد فؤاد عبد الباقی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ۶/۵۷۳.

(۲۳) القشیری، صحيح المسلم، كتاب المساجدومواضع الصلاة، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحياء التراث العربی، بیروت، ۱/۳۷۱. البخاری، صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ»، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الأولى، ۱۴۲۲ھ، ۴/۵۴، رقم الحدیث: ۲۹۷۷.

ابن حنبل، مسنداحمد، مسندأبي هريرة رضي الله عنه" تحقیق: شعیب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون، إشراف: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ الطبعۃ الأولى، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م، ۱۳/۷۰، رقم الحدیث: ۷۶۳۲.

ابو بکر بن ابی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی: ۲۳۵ھ)، المصنف في الأحاديث والآثار، بَابُ مَا أَعْطَى اللَّهُ تَعَالَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تحقیق: کمال یوسف الحوت، مکتبۃ الرشد - الطبعۃ: الأولى، ۱۴۰۹ الریاض ۶/۳۰۳، رقم الحدیث: ۳۱۶۴۴. البیہقی، دلائل النبوة، بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحَدُّثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنِعْمَةِ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ} وَمَا جَاءَ فِي خَصَائِصِهِ عَلَى طَرِيقِ الِاخْتِصَارِ فَقَدْ ذَكَرْنَا فِي كِتَابِ النِّكَاحِ مِنْ كِتَابِ السُّنَنِ مَا خُصَّ بِهِ مِنَ الْأَحْكَامِ، تحقیق: عبد المعطی قلعجی، دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث، الطبعۃ الأولى - ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م، ۵/۴۷۴۔

(۲۴) الترمذی، سنن الترمذي، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

(۲۵) الزرقانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن شہاب الدین بن محمد، ابو عبد اللہ المالکی (المتوفی: ۱۱۲۲ھ)، شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأولى، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م، ۵/۲۴۳.

(۲۶) الفرزدق، ھمام بن غالب، دیوان الفرزدق. شرح وتقديم، علی فاعور، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷م، ص: ۵۱۲. المبرد، محمد بن یزید، ابو العباس (المتوفی: ۲۸۵ھ)، الكامل في اللغة والأدب، تحقیق: محمد ابو الفضل إبراہیم، : دار الفکر العربی ـ القاہرۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷م، ۲/۴۵. ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفیٰ، ۵/ ۳۰۲. عبد القادر بن عمر البغدادی، خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۸م. ۱۱/۱۷۰.

(۲۷) القلم ۶۸: ۴.

(۲۸) ابو سعد الخرکوشی، شرف المصطفى، ۴/۳۳۵، ۳۳۷.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆